Al-Qalam القلم
p-ISSN: 2071-8683, e-ISSN: 2707-0077
Volume:27, Issue:2, 2022, pp. 92-106

امام ابن الملقن کی "التوضیح لشرح الجامع الصحیح" کا تجزیاتی مطالعہ

Analytical Study of Al-Tozih li Shar'h il Jame e Sahih by Imam Ibn ul Mulaqqin.

Hafiz Ihsan ullah
PhD Scholar, Institute of Islamic Studies,
Punjab University Lahore.

Hafiz Abu Bakar Usman
Lecturer, Department of Islamic Studies,
The University of Lahore.

KEYWORDS
Ibn Ul Mulqqin, Al-Tozih, Characteristics, Bukhari, Chain of Hadith, Comparison, Critical Study.

Date of Publication:
30-12-2022

ABSTRACT
Imam ibn ul mullaqin is a renowned scholar of eighteenth century /AH .Who is an authentic reference in the field of Hadith and History of Hadith. Most of his books are accepted by people and scholars in the field of Hadith studies. Leaving the rest of his work only the honor which Al-tozih gained is enough for him. It is an encyclopedia of knowledge related to Hadith like commands of jurisprudence, benefits and Uloom-ul-Hadith. He encompassed all the topics of principles of Hadith and Uloom-ul-Hadith in Al-tozih. The prominent features of Al-tozih are: to use the past primary and secondary sources and all the past commentaries of Hadith Books, a critical discussions on men and their chains of Bukhari, the comparison of different editions of Bukhari, to complete the chain of Mu'allaq and Mouqoof Hadith, to give preference to different sayings and mention the sayings of four Imams, to give satisfied answers to the objections about the chains of Bukhari, lexical research of derived solutions of problems. All the above characteristics distinguish Al-tozih from other commentaries of Hadith Books.

تعارف:

تمام انسانی علوم کے تحفظ اور ارتقاء کا دارومدار تحریری سرمائے پر ہے۔ اپنے علمی تجربات متاخر انسانیت کو منتقل کرنے کے لیے انسان ہمیشہ سے اسی ذریعہ پر اعتماد کرتا آیا ہے۔ اس لحاظ سے اسلامی علوم وفنون کی روایت دنیا میں منفرد حیثیت کی حامل ہے اس لیے کہ اپنے علوم وفنون کو مابعد نسلوں کو منتقل کرنے کے لیے جس قدر حزم واحتیاط کا مظاہرہ مسلمانوں نے کیا ہے اسکی نظیر دیگر اقوام عالم کے ہاں ملنا ناممکن ہے۔ اس بے مثال اسلامی روایت کے مظاہر دیکھنے کے لیے کتب تفسیر، شروحات حدیث، فقہ، تاریخ وسیر اور دیگر علوم کو ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ اسی عدیم النظیر اسلامی روایت کی ایک کڑی علامہ عمر بن علی ابن الملقن [م 804ھ] کی شرح صحیح بخاری "التوضیح لشرح الجامع الصحیح" ہے، یہ کتاب اسلامی علوم وفنون کا حسین مرقع ہے، احادیث صحیح بخاری کی شرح کرتے ہوئے علامہ ابن الملقن نے بے شمار علوم وفنون اور بہترین علمی مباحث ہم تک منتقل کئے ہیں۔ حقیقت میں یہی چیزیں اس کتاب کی خوبی ہیں جو اسکی اہمیت کو دوچند کرتی ہیں۔ ہم خصائص و ممیزات کے عنوان سے الگ الگ ان کا تذکرہ کریں گے ان خصائص و ممیزات کا مختصر مگر جامع تجزیہ حسب ذیل ہے؛

ا۔ منظم اسلوب:

ہر انسانی کاوش میں نظم وضبط قابل تحسین امر شمار ہوتا ہے، خصوصا اگر تحریر میں نظم وضبط کی پابندی ہو تو کتاب سے استفادہ انتہائی سہل ہوجاتا ہے۔ موصوف ابن الملقن کی کتاب "التوضیح" حسن ترتیب کا بہترین نمونہ ہے، التوضیح جس قدر ضخیم ہے، ایسی ضخیم کتب میں ترتیب واسلوب کا حسن ونظم برقرار رکھنا بہت دشوار امر ہوتا ہے۔ لیکن صاحب التوضیح کی یہ خوبی اسے دیگر کئی مؤلفین سے ممتاز کرتی ہے، مؤلف شرح کرتے ہوئے ہر چیز کو الگ الگ مختلف نکات کی صورت میں تحریر کرتے ہیں۔ شرح حدیث کے دوران وہ جو مباحث زیر تحریر لاتے ہیں اسکی تفصیل مؤلف نے مقدمہ التوضیح میں ذکر کی ہے وہ عموما شرح کے دوران دس مباحث پر گفتگو کرتے ہیں۔ مثلاً "کتاب بدء الوحی" کے تیسرے باب میں امام بخاری نے تین روایات ذکر کی ہیں، امام ابن الملقن اس کی شرح کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

" الكلام عليه من وجوه "۔

اولا: حدیث کا حکم اور اسکی نوعیت بیان کرتے ہیں۔

ثانیا: صحیح بخاری میں دیگر مقامات پر اس روایت کی نشان دہی فرماتے ہیں جہاں امام بخاری نے اس روایت کو ذکر کیا ہے۔

ثالثا: ان احادیث کے راویوں کا تعارف کراتے ہیں۔

رابعا: ان اسناد کے لطائف کا ذکر کرتے ہیں۔

خامسا: مفردات الحدیث پر بحث کرتے ہیں اس دوران نحو و صرف اور لغت و ادب پر مشتمل مباحث کا بھی تذکرہ کرتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ الفاظ کا ضبط، فقہی مباحث، مسائل کا استنباط اور دیگر فوائد الحدیث کا بھی ذکر کرتے ہیں،

مفردات اور فوائد الحدیث کے ضمن میں مؤلف نے چھیاسٹھ نکات پر بحث کی ہے۔

سادسا: تتمات کے عنوان سے دیگر معنوی مباحث کا ذکر کرتے ہیں جو براہ راست حدیث سے متعلقہ تو نہیں لیکن بالواسطہ اس حدیث سے متعلقہ ہیں، مؤلف نے تتمات کے ضمن میں چھ نکات پر بحث کی ہے۔ [1]

یہ حسن ترتیب مؤلف کی خوبی اور حسن اسلوب کی آئینہ دار ہے اس سے کتاب کی قدر و قیمت میں اضافہ ہوا ہے۔

۲۔ اہم مسائل پر حاصل کلام:

کسی بھی مؤلف کی یہ بہت اہم خوبی شمار ہوتی ہے کہ وہ زیر بحث موضوع سے متعلقہ اہم مسائل پر کافی وشافی کلام کرے۔ موصوف مؤلف اس معاملے میں بھی کاملیت کے معیار پر پورے اترتے ہیں۔ ہمارے فقہی وحدیثی اور کلامی روایت میں جتنے بھی مہتم بالشان مسائل ہیں مؤلف نے ان پر خوب بحث کی ہے اور ایسے مباحث درجنوں صفحات پر پھیلے ہوئے ہیں۔ صرف کتاب الصلاۃ پانچویں سے نویں جلد تک پھیلی ہوئی ہے، دو جلدوں میں کتاب الوضوء ہے، دو جلدوں میں کتاب التفسیر ہے اور کتاب بدء الوحی، الایمان اور العلم بھی دو جلدوں پر محیط ہیں۔

کتاب الوضوء میں " **باب ابوال الابل والدواب والغنم ومرابضها** " پر تفصیلی کلام ہے، نواقض وضوء پر سیر حاصل کلام کیا ہے اسی طرح **کتاب الصلاة** کے اہم **مسائل مو اقیت الصلاة** اور اوقات وغیرہ پر بڑا مفصل کلام کیا ہے۔

۳۔ موضوع و غیر مستند روایات سے اجتناب:

ایک مسلمان کی عملی زندگی سے متعلقہ تمام مسائل پر عمل درآمد کا دارومدار انکی صحت وعدم صحت پر ہے ۔ایک مسلمان کے لیے سند اللہ اور اسکے رسول کا فرمان ہے۔ اس فرمان کی صحیح نسبت ثابت ہونے پر ہی وہ قابل عمل قرار پاتا ہے، ہماری اسلامی روایت کے ثقہ اور معتبر مؤلفین نے ہمیشہ صحیح روایات کا التزام کیا ہے جبکہ ضعیف، غیر مستند اور موضوع روایات سے اجتناب کیا ہے، موصوف ابن الملقن بھی اسی سلسلۃ الذھب سے تعلق رکھتے ہیں، انہوں نے التوضیح میں صحیح اور معتبر روایات لانے کا اہتمام کیا ہے۔ اگر کہیں کسی باب میں کوئی غیر معتبر یا موضوع روایت معروف ہے تو اسکی تضعیف بھی کی ہے ایسی روایات کی ایک فہرست التوضیح کی پینتیسویں جلد میں موجود ہے یہ فہرست تیس صفحات پر مشتمل ہے۔

ایک مستند مؤلف کی یہ خوبی ہے کہ وہ غیر معتبر روایات سے استشہاد نہیں کرتا، اگر کوئی ایسی ضرورت پیش آجائے تو وہ اس روایت کا حکم بیان کرنے کے بعد استدلال کرتا ہے تاکہ کوئی قاری دھوکے میں نہ رہے ،ابن الملقن کی اس خوبی نے التوضیح کی قدر و قیمت میں اضافہ کیا ہے۔

۴۔سند سے متعلقہ مباحث پر تفصیلی کلام:

امام ابن الملقن کو علم اصول حدیث خصوصا، اسماء الرجال اور جرح و تعدیل میں خصوصی مہارت حاصل ہے ،سند سے متعلقہ مباحث کے بارے میں تفصیلی کلام "التوضیح" میں جابجا نظر آتی ہے، سند حدیث کے عمومی مباحث مثلا ترجمۃ الراوی، القاب و کنی، المؤتلف والمختلف، مبہم السند کی وضاحت، لطائف اسناد، توثیق و تضعیف رواۃ اور کئی دیگر مباحث پر سیر حاصل گفتگو کتاب کی امتیازی شان ہے۔ فنون حدیث پر التوضیح کے چند فن پارے ذیل میں پیش کئے جاتے ہیں۔

صدقۃ الفطر کے بارے میں حضرت ابو سعید الخدری کی روایت کے بارے اصولی بات ذکر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ:

"محققین کے ہاں یہ حدیث مسند شمار ہو گی کیونکہ صحابی کا بطور حجت استدلال کرنا اسکے مرفوع ہونے پر دلالت کرتا ہے۔"[2]

کتاب میں جتنے بھی اعلام آئے ہیں ان سب کا ترجمہ ابن الملقن نے اپنی شرح میں ذکر کیا ہے انکی مفصل فہرست کتاب کے آخر میں مذکور ہے جو 87 صفحات پر مشتمل ہے۔امام صاحب کو علم الجرح التعدیل میں بہت درک حاصل تھا، آپ دوران شرح سب رواۃ کی جرح و تعدیل کا بھی خصوصی اہتمام فرماتے ہیں مثلا

حارث بن نبھان کے بارے فرماتے ہیں:" **هو منكرا لحديث** "[3]

عبداللہ بن بکر السھمی کے بارے رقمطراز ہیں:" **الحافظ الثقة**"۔[4]

۵۔علم العقائد کی اہم مباحث کا تذکرہ:

مصنف نے اس ضمن میں توحید باری تعالی، اسکی ذیلی اقسام، ایمانیات، اسماء وصفات باری تعالی، علم الغیب اور دیگر اہم کلامی مسائل پر مفصل گفتگو کی ہے۔ اس حوالے سے کتاب الایمان، کتاب التوحید، کتاب العلم اور کتاب الدعوات کو ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

ہماری کلامیہ روایت کے معرکۃ الآراء مسائل مثلا، استوائے عرش کا مفہوم، اللہ کی صفات حب، بغض، رویت، سماعت، حیاء، ضحک اور علم و فرح وغیرہ۔ مرتکب کبیرہ کی تکفیر اور انکا خلود فی النار، ایمان کی کیفیت ، خلق قرآن، روح، قضاء و قدر، کفر کی اقسام، عالم برزخ کی کیفیت، جنت و جہنم کا وجود عارضی یا دائمی اور دیگر اہم مسائل پر گفتگو کی ہے۔

چند امثلہ حسب ذیل ہیں: **کتاب التفسیر** میں سورۃ المریم کی آیت ﴿ **وانذرهم يوم الحسرة** ----﴾ کی تفسیر ذکر کرتے ہوئے جنتیوں اور جہنمیوں کے خلود فی الجنۃ و جہنم کے بارے رقم طراز ہیں:

"یہ حدیث جنتیوں اور جہنمیوں کے خلود فی الجنۃ والنار پر دلالت کرتی ہیں، نہ کہ کچھ مدت تک وقوف پر، جو لوگ جہنم کے فنا یا اس کے بالکل خالی ہو جانے کے قائل ہیں ان کا مؤقف عقل، قرآن و سنت اور اجماع اہل علم کے بھی مخالف ہے۔"[5]

کتاب الایمان میں "باب امور الایمان" کے تحت رقمطراز ہیں:

"امام صاحب نے اس ترجمۃ الباب سے مرجئہ کارد کیا ہے جن کے ہاں ایمان عمل کے علاوہ صرف قول کا نام ہے اور ایمان کے ہوتے ہوئے معصیت کوئی نقصان نہیں دیتی اور ان کے مقابل خوارج کا بھی رد کیا ہے کہ معصیت کا مرتکب کافر ہو جاتا ہے۔"[6]

۶۔اصول فقہ اور قواعد فقہیہ کے تذکرہ کا التزام:

مؤلف "التوضیح" ایک مشہور اصولی اور فقیہ بھی ہیں، دوران شرح موقع محل کی مناسبت سے متنوع اصول و قواعد فقہیہ کا بھی تذکرہ فرماتے ہیں، ان اصول و قواعد کی روشنی میں دیگر مماثل مسائل کا حکم آسانی سے معلوم ہو سکتا ہے، نیز زیر بحث مسئلہ کی تفہیم آسان ہو جاتی ہے چند اصول و قواعد کا تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ہے۔

'کتاب الوضوء ، باب لایتوضا من الشک حتی یستیقن 'کا تحت احادیث کے دوران درج ذیل قاعدہ فقہیہ کا استنباط کرتے ہیں:

"هذا الحديث كما قدمناه أصل من أصول الإسلام، وقاعدة من قواعد الفقه، وهي أن الأشياء يحكم ببقائها على أصولها حتى يتيقن خلاف ذلك، ولا يضر الشك الطاريء عليها."۔[7]

اسی طرح کے متعدد قواعد فقہیہ کتاب میں موجود ہیں، مثلا:

" اذا كان الاثم حراما فما حصل فيه فهو حرام "۔[8]

"الايمان على نية المحلوف له"۔[9]

"اقل مراتب الحلال ان يستوى فعله وتركه فيكون مباحا"۔[10]

۷۔مجمع علیہ مسائل کی تصریح:

جب کسی مسئلہ کے بارے تصریح مل جائے کہ فلاں وقت تمام علماء امت کا اس مسئلہ کی حلت و حرمت یا حجیت پر اتفاق رہاہے تو اس پر عمل آسان ہو جاتا ہے اور اختلاف امت کم ہو جاتا ہے۔ مؤلف نے اپنی شرح میں ایسے کثیر مسائل کی صراحت کی ہے جن پر علماء امت کا اجماع و اتفاق ہے یا رہا ہے۔

بطور مثال ملاحظہ ہو:

" اذا تيقن الحدث وشک فی الطهارة فهو محدث"۔[11]

"صلاة المغرب لا تقصر"۔[12] **"لاحد على امراة مستكرهة"۔**[13]

۷۔غریب الحدیث اور مفردات کی وضاحت کا اہتمام:

کسی بھی زبان کی مکمل تفہیم کے لئے جہاں گرائمر، عام مستعمل محاورہ اور علم معانی وبدیع کا علم ضروری ہے ،وہیں لغت میں مہارت بھی بہت ضروری ہے، خصوصا حدیث رسول کی تفہیم کے لیے عربی لغت کا جاننا بہت اہم ہے، اس علم کا نام غریب الحدیث ہے جس پر کئی کتب موجود ہیں۔

مؤلف محترم نے دوران شرح مفردات اور غریب الفاظ کی تحقیق میں بہت دقیقہ رسی سے کام لیا ہے اور تمام مشکل الفاظ کی وضاحت کے لیے خاصی محنت کی ہے اسکی چند امثلہ حسب ذیل ہیں۔

لفظ "الصخب" کے بارے فرماتے ہیں کہ:

"اہل لغت کے ہاں الصخب سے مراد "چیخ وپکار" ہے، ایک قول کے مطابق شدید آواز اور آوازوں کا باہم اختلاف ہے۔"[14]

۸۔ نحوی صرفی مسائل کا تذکرہ:

علامہ ابن الملقن نے اپنی کتاب التوضیح میں نحوی صرفی مسائل کے تذکرہ کا خصوصی اہتمام کیا ہے موقع بموقع ان مسائل پر بضرورت گفتگو کی ہے۔ چند امثلہ حسب ذیل ہیں:

"یوشک" کے بارے فرماتے ہیں:" **افعال المقاربة خبره جملة مبدوءة بان** "۔[15]

کلمہ "سبحان" کے بارے فرماتے ہیں:" **المصادر الملازمة للنصب** "۔[16]

یہ ان مصادر میں سے ہے جو لازما منصوب ہوتے ہیں۔

۹۔ دروس وعبر اور اخلاقیات کے بیان کا اہتمام:

قرآن وسنت کی تعلیمات حقیقت میں انسانی بہتری، نفسانی اصلاح اور باہمی تعلقات کی مضبوط اور درست بنیادوں پر استواری کے لئے ہیں۔ اگر کوئی انسان علم برائے علم کی بجائے عملی خیر کی تلاش کے لیے قرآن وسنت کا مطالعہ کرے تو وہ اخلاقیات اور روحانیات کے باب میں انہیں حرف آخر پائے گا۔ مصنف ابن الملقن نے موقع بموقع اخلاقی تعلیمات اور ایسے دروس و عبر کے ذکر کرنے کا اہتمام کیا ہے جن سے انسانی زندگی اخلاقیات کے اعلی معیارات سے روشناس ہوگی اور لوگوں کے دلوں میں شریعت اسلامیہ کی قدر و قیمت بھی بڑھے گی، کچھ امثلہ حسب ذیل ہیں:

باب ستر المومن علی نفسه کے تحت اس بات کی ترغیب دیتے ہیں کہ مومن اپنے گناہوں کو لوگوں کے سامنے ظاہر نہ کرتا پھرے بلکہ انکو چھپائے کیونکہ اس میں کئی مصالح ہیں، فرماتے ہیں: جب بندہ اپنے گناہوں پر پردہ ڈال لیتا ہے تو وہ لوگوں میں خفت اور ذلت برداشت کرنے سے بچ جاتا ہے، اسی طرح اگر وہ گناہ مستوجب حد ہو تو وہ حد سے بھی محفوظ ہو جاتا ہے۔[17]

ایسی امثلہ بکثرت کتاب میں موجود ہیں اور تقریبا ہر باب کے آخر میں ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔

۱۰۔ مختلف فرق، مذاہب اور ملل و نحل کا تذکرہ:

امام ابن الملقن نے ضرورت کے مطابق ان تمام فرق و مذاہب اور ملل و نحل کے نظریات اور عقائد سے بحث کی ہے پھر مختلف مواقع پر صحیح نظریے کو ترجیح بھی دی ہے کچھ امثلہ حسب ذیل ہیں:

ایمان میں کمی بیشی ہونا اور قول و عمل دونوں کے مجموعے کو ایمان قرار دینا، ان مسائل میں صاحب التوضیح نے اشاعرہ، معتزلہ، خوارج اور اہل سنت سمیت دیگر فرق و مذاہب کے علماء کے نظریات کو پیش کیا ہے اور یہ مباحث کئی صفحات میں پھیلے ہوئے ہیں۔[18]

۱۱۔ سیر ومغازی اور ایام العرب کے تذکرہ کا اہتمام:

ابن الملقن نے بکثرت سیر و مغازی اور ایام العرب کا تذکرہ کیا ہے، تمام غزوات و سرایا، قبائل کی آپس میں جنگیں اور خلفاء راشدین کے ادوار کی جنگی مہمات، سب کا کتاب میں تذکرہ ملے گا، خصوصا کتاب الجہاد والسیر، کتاب المغازی اور ایام عرب کا تفصیلی تذکرہ موجود ہے۔ چند امثلہ پیش کی جاتی ہیں:

صحیح بخاری میں غزوہ بدر کے بارے میں سولہ ابواب اور غزوہ احد کے بارے میں گیارہ ابواب ہیں، موصوف ابن الملقن نے غزوہ بدر کے واقعات پر 130 صفحات میں اور غزوہ احد سے متعلق 57 صفحات میں سیر و مغازی کے بارے تفصیلا کلام کیا ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ التوضیح میں سیر و مغازی کے بارے کس قدر تفصیلات موجود ہیں، انکی شرح کا منہج یہ ہے کہ وہ اولا کسی بھی غزوہ کے وقوع کی تاریخ اور اس میں اختلافات کا تذکرہ کرتے ہیں۔[19]

اس کے بعد غزوہ کے محل وقوع کا تذکرہ فرماتے ہیں: اسی طرح غزوہ کے اسباب، غزوہ کے واقعات، شرکاء کی تعداد، صفوں کی ترتیب، شہداء، قیدیوں کی تعداد اور دیگر متعلقہ مباحث کا تذکرہ کرتے ہیں۔[20]

تمام غزوات و واقعات کے تذکرہ میں ان کا یہی منہج ہے کہ اس طرح کی حتمی اور قطعی تفصیلات کتاب کی افادیت کا باعث ہیں۔

۱۲۔ تاریخی توقیت اور اعداد و شمار کا التزام:

مختلف واقعات اور حقائق و مسائل کی تعیین کے لیے تاریخی واقعات کی توقیت انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔ اسلاف ان تاریخی واقعات کی توقیت کا خصوصی اہتمام فرماتے ہیں۔ التوضیح میں مؤلف نے بھی اس روایت کو برقرار رکھا ہے اور مختلف واقعات کی توقیت کا خصوصی التزام کیا ہے،

خصوصا کتاب المغازی، کتاب فضائل الصحابۃ اور کتاب المناقب وغیرہ میں۔ چند امثلہ حسب ذیل ہیں:

غزوہ خندق کے بارے رقمطراز ہیں:

> غزوہ خندق ابن اسحاق کے مطابق شوال 5ھ میں ہوا، ابن سعد کے ہاں ذی قعدہ 5ھ میں ہوا اور موسی بن عقبۃ کے ہاں شوال 4ھ کو ہوا۔[21]

مصنف نے شوال 5ھ کو ترجیح دی ہے۔ اور اس میں شرکاء کے حوالے سے مسلمانوں کی تعداد ایک ہزار اور مشرکین کی تعداد دس ہزار بتاتی ہے۔[22] صاحب "شرف المصطفی" کے حوالے سے مؤلف نے غزوہ خندق کا دورانیہ 29 دن بتایا ہے جبکہ فسوی کے ہاں 10 سے 20 دن اور موسی بن عقبہ کے ہاں تقریبا 20 دن نقل کیا ہے۔[23] اسی طرح تمام غزوات و سرایا کی تواریخ اور صحیح اعداد و شمار کا التزام اس کتاب میں اکثر مقامات پر ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

۱۳۔ فوائد حدیث اور مستنبط مسائل کا تذکرہ:

قرآن وسنت کا اصل مقصد نفوس انسانی کی اصلاح اور ان کے اقوال و اعمال اور افکار و نظریات کی تطہیر کرنا ہے، یہ مقصد حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ نصوص قرآن و سنت سے استنباط، مستنبط مسائل

اوران سے حاصل کردہ فوائد کا تذکرہ کیا جائے کیونکہ یہی دونوں چیزیں قرآن وسنت کا ثمرہ ہے۔ موصوف ابن الملقن ان دونوں چیزوں کے منظم تذکرہ کا خصوصی اہتمام فرماتے ہیں۔ جبکہ دیگر شارحین کے ہاں ان چیزوں کے الگ الگ تذکرے کا اہتمام شاذونادر ہی پایا جاتا ہے، اس عدم اہتمام کی وجہ سے یہ دونوں چیزیں اپنی حقیقی افادیت سے محروم ہوجاتی ہیں اور قاری کا ذہن غیر ضروری مباحث میں الجھ کر رہ جاتا ہے، صاحب التوضیح نے ان دونوں چیزوں کا ایک منظم اسلوب کے تحت علیحدہ تذکرہ کرکے کتاب کی افادیت کو دوچند کردیا ہے، چند امثلہ حسب ذیل ہیں:

" باب البول عند سباطة قوم " کے تحت فوائد حدیث اور مستنبط مسائل یوں ذکر کرتے ہیں۔

اس حدیث سے جواز ثابت ہوتا ہے کہ کھڑا ہوکر پیشاب کرسکتا ہے، انسان پیشاب کرنے والے کے پردہ کرنے کیلئے قریب ہوسکتا ہے، پیشاب کرتے وقت پردے کا اہتمام مستحب ہے، گھروں کے قریب پیشاب کرنا اور کسی سے کوئی تعاون لینا جائز ہے، وسوسے میں پڑھنا مکروہ ہے، اور دو مصلحتوں میں سے بڑی کو مقدم کرنا اور بڑے فساد کو دور کرنا چاہیے، پیشاب روکنا مکروہ ہے اور اس امت پر آسانی کی گئی ہے۔[24]

۱۴۔ غیر متعصبانہ رویہ:

ایک محدث، فقیہ اور متکلم ومفسر کے لیے انتہائی ضروری امر اس کا معتدل اور قرآن وسنت کے تابع مزاج ہے، ایسا اعتدال جو اسے صراط مستقیم پر قائم رکھ سکے اور متعصبانہ طرز فکر سے محفوظ رکھ سکے وہی حقیقی مطلوب ہے، متعصبانہ طرز فکر کے زیر اثر انسان کبھی بھی حق کی نمائندگی نہیں کرسکتا، یہ تعصب شخصی ہو یا گروہی، فکری ہو یا عملی، ہر حالت میں مضر ہے بلکہ اہل اسلام میں مزید تقسیمات کا پیش خیمہ ہے اسی لیے یہ بہر حال ناپسندیدہ رویہ ہے۔

حضرت ابن الملقن اگرچہ شافعی المسلک ہیں لیکن یہ مسلک ان کے لیے حرف آخر نہیں ہے پوری کتاب میں قرآن وسنت کے دلائل سے مزین گفتگو ان کا امتیاز ہے۔ وہ ہر رائے کو قرآن وسنت کی روشنی میں پرکھتے ہیں اور بسا اوقات اپنے شافعی مسلک کے مخالف رائے کو بھی ترجیح دیتے ہیں۔ یہ بات کہیں بھی نظر نہ آئے گی کہ انہوں نے متعصبانہ طرز فکر کی وجہ سے دوسرے فقہی مسالک پر طعن وتشنیع کی ہو اور اپنی رائے کو غیر عقلی وغیر منطقی طریقے سے زبردستی راجح قرار دیا ہو۔ قرآن وسنت کو میزان قرار دینے اور مبنی بر اعتدال طرز عمل اختیار کرنے کی چند امثلہ ذیل میں پیش کی جاتی ہیں۔

"باب بول الصبيان " میں ایک اہم مسئلہ زیر بحث ہے، بچے اور بچی کے پیشاب کو دھونے کے بارے شریعت کا کیا حکم ہے جب وہ کپڑے کو لگ جائے؟

جمہور علماء کے ہاں ایسی صورت میں اگر بچے کا پیشاب ہو تو کپڑے پر صرف چھینٹے لگانا کافی ہے، اگر بچی کا ہو تو کپڑا دھونا ہوگا۔ امام مالک اور ابو حنیفہ کے ہاں دونوں صورتوں میں کپڑا دھونا ضروری ہے۔ حضرت ابن الملقن ان کے مؤقف کو حدیث کے مخالف ہونے کی وجہ سے ضعیف قرار دیتے ہیں کیونکہ حدیث میں بچے اور بچی دونوں کے پیشاب میں فرق کیا گیا ہے اور بچے کے پیشاب کو دھونے کا ذکر نہیں۔[25]

اسی طرح کتاب البیوع میں باب " اذاکان البائع بالخیار ھل یجوز البیع " کے تحت ایک اہم مسئلہ پر بحث کرتے ہیں۔ اگر غیر معینہ مدت تک اختیار دیا جائے تو کیا بیع درست ہو گی؟

امام ابو حنیفہ اور شافعی کے ہاں اختیار کی مدت تین دن ہے اس لئے ان کے ہاں یہ بیع درست نہیں ہو گی۔ حضرت ابن الملقن ان دونوں ائمہ کا حدیث کی روشنی میں رد فرماتے ہیں۔[26]

ان کے ہاں نصوص قرآن و سنت کی پابندی اس حد تک ہے کہ کئی مواقع پر شافع المسلک ہونے کے باوجود شوافع کے قول کی حدیث کے مخالف ہونے کی وجہ سے مخالفت کی ہے اور سنت کو ترجیح دی ہے۔

کتاب الوضوء ، باب لاتقبل صلاۃ بغیر طھور میں ایک مسئلہ ذکر کیا ہے کہ اگر کسی کی نماز کے دوران ہوا خارج ہو جائے تو وہ دوبارہ وضوء کر کے دوبارہ پڑھے گا۔ امام شافعی اور مالک کے ہاں اگر ہوا اس شخص کے اختیار کی بجائے اضطراری طور پر خارج ہو گئی تو وہ وضوء کر کے نماز پر بناء کرے گا۔

موصوف التوضیح میں فرماتے ہیں:"**واطلاق الحدیث یردہ**"۔ [27]

اس کے علاوہ بے شمار امثلہ کتاب میں موجود ہیں جو حضرت ابن الملقن کے غیر متعصبانہ رویے اور قرآن و سنت کی نصوص کے التزام پر دلالت کرتی ہیں۔

۱۵۔ مصادر و مراجع کی کثرت:

بنیادی طور پر علوم کی دو اقسام ہیں علوم نقلیہ و عقلیہ۔ قرآن و حدیث اور انکی تفاسیر و شروحات کو علوم نقلیہ میں شمار کیا جاتا ہے، اس وجہ سے کہ حدیث کی تمام شروحات کا زیادہ دارومدار نقل پر ہوتا ہے، نقل کے لیے متقدم مصادر و مراجع پر انحصار کرنا پڑتا ہے اسی وجہ سے انکو علوم نقلیہ کہا جاتا ہے۔ موصوف ابن الملقن نے متقدمین علماء اسلام کی کتب سے خوب استفادہ کیا ہے اسی وجہ سے انکی کتاب التوضیح میں مصادر و مرجع کی کثرت ہے۔ مصادر و مراجع کی کثرت ہی نہیں بلکہ ان میں تنوع کا رنگ بھی ہے اسی تنوع نے کتاب کو مصادر و مراجع کا بحر ذخار بنادیا ہے۔

امام ابن الملقن نے التوضیح کے آخر میں ان تمام کتب کی موضوعاتی فہرست ذکر کی ہے جن سے انہوں نے التوضیح میں استفادہ کیا ہے۔ شرح مکمل کرنے کے بعد انہوں نے فرمایا ہے کہ:

> اس کتاب کو دیکھنے والے یہ جان لے کہ یہ کتاب متقدمین اور متاخرین کی عمروں کا خلاصہ ہے، میں نے اس کتاب کو دیکھنے کے لئے ہر فن کی اہم کتب کو دیکھا ہے۔ ان تمام اقسام میں سے اہم کتب ہم ذکر کرتے ہیں۔[28]

اس کے بعد آخر میں ابن الملقن نے پانچ صفحات پر ان کتب کے نام لکھے ہیں جن سے انہوں نے شرح میں استفادہ کیا ہے۔[29]

امام ابن الملقن نے موضوعاتی ترتیب سے کتب کے نام اور بعض جگہ پر مصنف کا نام بھی ذکر کیا ہے۔ بعض مقام پر انہوں نے صرف اس موضوع کے متعلق جسکی کتاب ہو صرف مصنف کا نام ہی ذکر کیا ہے۔

التوضیح کے بعض قابل نقد پہلو

کوئی بھی انسانی کاوش غلطی سے محفوظ نہیں، کہیں نہ کہیں غلطی کا امکان رہنا انسان کے مخلوق ہونے کی دلیل ہے۔ غلطی سے پاک فقط خالق کائنات کی ذات ہے، حضرت ابن الملقن بھی ایک انسان تھے، انکے تبحر علمی، فقاہت، ذکاوت اور ثقاہت کے باوجود علمی لغزشوں کا امکان موجود ہے جو کہ فطرت انسانی کا خاصہ ہے۔ اگرچہ مجموعی طور پر التوضیح کا علمی مقام و مرتبہ علماء کے ہاں مسلمہ ہے حافظ ابن حجر کی فتح الباری بھی اسکی شاہد ہے۔ اس کے باوجود التوضیح میں چند ایسے قابل نقد پہلو موجود ہیں جن پر اصلاحی نقطہ نظر سے بات ہو سکتی ہے۔ ممکن ہے وہ پہلو چند افراد کے ہاں قابل نقد ہوں تو دیگر کے ہاں قابل توصیف ہوں، بہر حال ایک محقق کی ذمہ داری ہے کہ وہ علمی حیثیت کے مطابق امکانی حد تک ایسے پہلوؤں کی نشاندہی کی بھی کوشش کرے جن تک سرسری مطالعہ کرنے والوں کی نظر نہیں جاتی، اس طرح کے غیر متعصبانہ اور غیر جانبدارانہ مطالعات علمی روایات کی تعمیر و ترقی میں ممدود معاون ثابت ہوتے ہیں، مقالہ نگار کتاب کے مطالعہ کے بعد جہاں اس کے امتیازی پہلوؤں سے واقف ہوا ہے، وہیں کچھ ایسے پہلوؤں سے بھی روشناس ہوا ہے جن پر اصلاحی نقطہ نظر سے تنقید ہو سکتی ہے ایسے چند قابل نقد پہلو ذیل میں پیش کئے جاتے ہیں۔

۱۔ چند غیر معقول استدلالات:

فقہی اجتہادات میں بعض اوقات انسان سے غلطی ہو سکتی ہے اگر وہ غلطی اجتہادی نوعیت کی ہو تو مجتہد اس غلطی کے باوجود اللہ تعالی کے ہاں ماجور ٹھہرتا ہے۔

حافظ ابن الملقن بھی چند اجتہادی غلطیوں کے مرتکب ہوئے ہیں جس کے نتیجے میں ان کے چند اجتہادات غلط محسوس ہوتے ہیں، مثلاً کتاب الایمان کے باب " **فان تابوا و اقاموا الصلاة و اٰتوا الزكاة فخلوا سبيلهم** " کے تحت ایک مسئلہ کا استنباط فرماتے ہیں کہ اگر مسلمانوں میں طاقت ہو تو تمام کفار سے قتال کرنا واجب ہے حتی کہ وہ ایمان لے آئیں۔ ان کے الفاظ ہیں:

"**وجوب قتال الكفار إذا طاقه المسلمون حتى يسلموا**"۔[30]

حالانکہ اسلام کا یہ نقطہ نظر نہیں ہے کہ تمام کفار سے جنگ کی جائے، کفار معاہدین کی شکل میں رہ سکتے ہیں اسی طرح غیر جانبدار بھی رہ سکتے ہیں۔ تمام کفار سے جنگ اسلامی فکر و فلسفہ کے منافی اور غیر معقول بات معلوم ہوتی ہے۔

۲۔ بغیر حوالہ کے نقل کلام:

تصنیف و تالیف کے میدان میں علمی دیانت داری بہت اہمیت رکھتی ہے علمی دیانت داری میں یہ بھی شامل ہے کہ مؤلف اپنے مصادر و مراجع کی نشاندہی کر دے۔ جس متقدم کی کتاب سے استفادہ کیا ہو اسکی طرف اشارہ کرنا مثبت علمی روایت کا آئینہ دار ہے۔ حضرت ابن الملقن اکثر مقامات پر اس چیز کا اہتمام کیا ہے۔

البتہ چند ایسے مقامات بھی ہیں جہاں ان سے چوک ہو گئی یا کسی مصلحت کی وجہ سے ایسا نہ کر سکے چند مقامات کی تفصیل حسب ذیل ہے: کتاب الصلح کے باب " ماجاء فی الاصلاح بین الناس " کی تفسیر میں علامہ ابن الملقن نے کچھ کلام نقل کیا ہے لیکن اسکا کوئی حوالہ ذکر نہیں کیا ، علامہ دمامینی "مصابیح الجامع " میں، جو کہ صحیح بخاری کی شرح ہے، فرماتے ہیں:

علامہ ابن الملقن نے یہ جواب اپنی عادت کے مطابق اپنی طرف منسوب کر لیا ہے اور اس کے لیے " قلت " کا لفظ استعمال کیا ہے جو صراحت کرتا ہے یہ ان کا کلام ہے۔[31]

کتاب البیوع کے باب " شراء الابل الھیم او الاجرب " کے تحت علامہ دمامینی مزید ابن الملقن کا تعاقب کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

یہ سارا کلام شرح مغلطائی سے ماخوذ ہے ابن الملقن نے اپنی عادت کے مطابق اسی کلام کی پیروی کی ہے لیکن ان کا نام نہیں لیا۔[32]

۳۔ اسلوب میں عدم یکسانیت:

کتاب کی یہ خوبی شمار ہوتی ہے کہ مؤلف پوری کتاب میں ایک اسلوب کی پیروی کرے، اگر وہ اسلوب کی یکسانیت برقرار نہ رکھ سکے تو یہ کتاب کا عیب شمار ہوتا ہے، التوضیح کے اسلوب میں یکسانیت برقرار نہیں رہ سکی، ابتداء میں بہت تفصیل اور اطناب ہے، آخر میں بہت اجمال ہے، حافظ ابن حجر اسلوب کی اس عدم یکسانیت کی طرف یوں اشارہ فرماتے ہیں:

"قال ابن حجر: وهو من أوائله أقعد منه في أواخره، بل هو من نصفه الباقي قليل الجدوى."۔[33]

۴۔ عقائد سے متعلقہ مسائل میں اشاعرہ کے بارے جانبدارانہ مؤقف:

مؤلف عقیدے کے اعتبار سے اشعری المسلک تھے اس لیے اکثر مقامات پر ان کے مؤقف کو بلا ردو قدح ترجیح دیتے ہیں، اشاعرہ کے ہاں اللہ تعالی کی صرف سات صفات ثابت ہیں بقیہ کی نفی یا تاویل کرتے ہیں، اسی طرح اللہ تعالی کی حرکت، تبسم اور دیگر صفات کی بھی تاویل کرتے ہیں، مؤلف نے بھی اشاعرہ کے مؤقف کے مطابق ان صفات کے بارے بحث کی ہے چند امثلہ حسب ذیل ہیں۔

کتاب الصلاۃ کے باب " کیف فرضت الصلوات فی الاسری " کی احادیث کی شرح کرتے ہوئے ایک جگہ رقمطراز ہیں:

آیت ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ یہ اللہ کی جہت، جسم، حروف کے ذریعے تکلم اور اللہ کی آواز کی نفی کرتی ہے کیونکہ اللہ تعالی ان صفات سے منزہ ہے۔[34] حضرت ابن الملقن اللہ کی صفات کو اشاعرہ کی طرح صفات، ذات اور صفات افعال میں تقسیم کرتے ہیں۔{ وانما يرحم الله من عباده الرحماء} کے تحت اللہ کی صفت رحمت کے بارے میں فرماتے ہیں: اس باب سے امام بخاری کا مقصد اللہ کی صفت رحمت کا اثبات ہے، رحمت اللہ کی صفات ذات میں سے ہے صفات افعال میں سے نہیں۔[35]

۵۔ بعض مقامات پر ضعیف روایات سے استدلال:

ضعیف روایات پر اپنے مؤقف کی بنیاد رکھنا، یا ضعیف روایات سے اپنی بات ثابت کرنا اچھے اور معتبر محققین کا وطیرہ نہیں، ایسا رویہ کتاب کی قدر و قیمت میں کمی کا باعث بنتا ہے، مؤلف التوضیح نے اگرچہ صحیح روایات پر اعتماد کیا ہے لیکن پھر بھی کئی ایسی ضعیف روایات موجود ہیں جو کتاب کا حصہ ہیں، انکی چند امثلہ ذیل میں پیش کی جاتی ہیں۔

کتاب الزکاۃ میں "باب اثم مانع الزکاۃ" کے تحت آیت ﴿خذ من اموالھم صدقۃ﴾ کی وضاحت کرنے کے لیے سنن ابی داود کی ایک روایت سے استدلال کیا ہے جو کہ ضعیف ہے۔ روایت یوں ہے:

{إن الله تعالى لم يفرض الزكاة إلا ليطيب ما بقي من أموالكم}۔[36]

علامہ البانی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔[37]

کتاب الجنائز میں باب " الثیاب البیض للکفن " کے تحت ایک مسئلہ پر بحث ہے کہ آپ ﷺ کو کتنے کپڑوں میں دفن کیا گیا اس حوالے سے ایک روایت نقل کی ہے:

{كفن في ثلاثة أثواب: حلة نجرانية وقميصه الذي مات فيه۔} [38]

یہ روایت بھی ضعیف ہے۔[39]

۶۔ چند خلاف شرع صوفیانہ افکار کی پیروی:

صوفیانہ افکار و نظریات اگرچہ ایک وقت اصلاح اور روحانیت کے اصول کا ذریعہ تھے لیکن مرور زمانہ کے ساتھ ان افکار میں تغیر و تبدل اور خلاف شرع امور داخل ہوتے گئے، ایسے بدعی افکار شریعت کا تقاضا نہیں ہیں۔ حضرت ابن الملقن بھی صوفیانہ افکار کے پیروکار تھے اور التوضیح میں کئی مقامات پر ان افکار کی ترجمانی کرتے بھی نظر آتے ہیں چند امثلہ حسب ذیل ہیں۔

کتاب بدء الوحی کی حدیث نمبر 4 کے تحت مستنبط مسائل کے ضمن میں رقمطراز ہیں:

"اس میں صوفیاء کے لیے دلیل ہے کہ خلوت کے بعد ہی انعام ملتا ہے، اولا خلوت میں جدوجہد کرو پھر القائے وحی کا اعزاز ملے گا۔"[40]

خلاصہ کلام:

التوضیح کے خصائص و ممیزات کو درج ذیل نکات میں بیان کیا جاسکتا ہے:

منظم اسلوب، اہم مسائل پر سیر حاصل گفتگو، موضوع اور غیر مستند روایات سے اجتناب، سند سے متعلقہ مباحث پر تفصیلی کلام، علم العقائد کی اہم مباحث کا تذکرہ، اصول فقہ اور قاعد فقہیہ کا تذکرہ، مجمع علیہ مسائل کی تصریح، غریب الحدیث اور مفردات کی وضاحت کا اہتمام، نحوی و صرفی مسائل کا بیان، علم البلاغۃ، معانی اور بدیع کے تذکرے کا اہتمام، اشعار کا تذکرہ، مختلف فرق، مذاہب اور ملل کا تذکرہ، سیر و مغازی اور ایام العرب کے تذکرے کا اہتمام، تاریخی توقیت اور اعداد و شمار کا التزام، مختلف شخصیات و مقامات کا تعارف،

فوائد حدیث اور مستنبط مسائل کا تذکرہ، غیر متعصبانہ رویہ، دروس وعبر اور اخلاقیات کا بیان اور مصادر ومراجع کی کثرت وغیرہ۔

فوائد اور خصائص کے اعتبار سے التوضیح نہایت نمایاں مقام رکھتی ہے تاہم اس کے قابل نقد پہلو صرف چند ایک ہیں، وہ بھی اس اعتبار سے کہ بعض چیزیں مختلف شخصیات کے نزدیک مختلف مقام رکھتی ہیں، ایک کے نزدیک وہ درست اور دوسرے کے نزدیک وہ قابل نقد ہوتی ہے۔ التوضیح کے قابل نقد پہلو درج ذیل ہیں: چند غیر معقول استدلال، بغیر حوالے کے نقل روایات وکلام، اسلوب میں عدم یکسانیت، عقائد سے متعلق اشاعرہ کے بارے جانبدارانہ مؤقف، بعض جگہ ضعیف روایات سے استدلال اور چند خلاف شرع صوفیانہ افکار کی پیروی۔ تاہم مجموعی اعتبار سے یہ کتاب اسلامی علوم وفنون کا حسین مرقع ہے، احادیث صحیح بخاری کی شرح کرتے ہوئے علامہ ابن الملقن نے بے شمار علوم وفنون اور بہترین علمی مباحث ہم تک منتقل کئے ہیں۔ حقیقت میں یہی چیزیں اس کتاب کی خوبی ہے جو اسکی اہمیت کو دوچند کرتی ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حواشی وحوالہ جات

[1] ابن الملقن، عمر بن علی، التوضیح لشرح الجامع الصحیح، [دمشق، دار النوادر، 2008ء]، 2/233-303

Ibn ūl Mūlāqin, Umar bin Alī, Al-Tozīh lī Sharh Al Jāmī Al Sāhīh, [Dimashaq, Dār al Nawādir, 2008 AD], 2:233-303

[2] ابن الملقن، التوضیح، 10/639

Ibn ūl Mūlāqin, Al-Tozīh, 10:639

[3] ابن الملقن، التوضیح، 3/375

Ibn ūl Mūlāqin, Al-Tozīh,3: 375

[4] ابن الملقن، التوضیح، 3/330

Ibn ūl Mūlāqin, Al-Tozīh,3:330

[5] ابن الملقن، التوضیح، 22/596

Ibn ūl Mūlāqin, Al-Tozīh,22:596

[6] ابن الملقن، التوضیح، 2/468

Ibn ūl Mūlāqin, Al-Tozīh,2:468

[7] ابن الملقن، التوضیح، 4/43

Ibn ūl Mūlāqin, Al-Tozīh,4: 34

[8] ابن الملقن، التوضیح، 27/29

Ibn ūl Mūlāqin, Al-Tozīh,27: 29

[9] ابن الملقن، التوضیح، 32/57

Ibn ūl Mūlāqin, Al-Tozīh,32:57

[10]ابن الملقن،التوضيح،37/14

Ibn ūl Mūlāqin, Al-Tozīh,14: 37

[11]ابن الملقن،التوضيح،46/4

Ibn ūl Mūlāqin, Al-Tozīh,4:46

[12]ابن الملقن،التوضيح،486/8

Ibn ūl Mūlāqin, Al-Tozīh,8:486

[13]ابن الملقن،التوضيح،43/32

Ibn ūl Mūlāqin, Al-Tozīh,32:43

[14]ابن الملقن،التوضيح،203/14

Ibn ūl Mūlāqin, Al-Tozīh,14:203

[15]ابن الملقن،التوضيح،565/2

Ibn ūl Mūlāqin, Al-Tozīh,2:565

[16]ابن الملقن،التوضيح، 645/4

Ibn ūl Mūlāqin, Al-Tozīh,4:645

[17]ابن الملقن،التوضيح،417/28

Ibn ūl Mūlāqin, Al-Tozīh,28:417

[18]ابن الملقن،التوضيح،453-462/2

Ibn ūl Mūlāqin, Al-Tozīh,2:453-462

[19]ابن الملقن،التوضيح،143/21

Ibn ūl Mūlāqin, Al-Tozīh,21: 143

[20]ابن الملقن،التوضيح،143-150/21

Ibn ūl Mūlāqin, Al-Tozīh,21: 143-150

[21]ابن الملقن،التوضيح،217/21

Ibn ūl Mūlāqin, Al-Tozīh,21: 217

[22]ابن الملقن،التوضيح،217/21

Ibn ūl Mūlāqin, Al-Tozīh,21: 217

[23]ابن الملقن،التوضيح،218/21

Ibn ūl Mūlāqin, Al-Tozīh,21:218

[24]ابن الملقن،التوضيح،427/4

Ibn ūl Mūlāqin, Al-Tozīh,4:427

[25]ابن الملقن،التوضيح،411/4

Ibn ūl Mūlāqin, Al-Tozīh,4:411

[26]ابن الملقن،التوضيح،250/14

Ibn ūl Mūlāqin, Al-Tozīh,14:250

[27]ابن الملقن،التوضيح،22/4

Ibn ūl Mūlāqin, Al-Tozīh,4:22

[28]ابن الملقن، التوضیح، 597/33

Ibn ūl Mūlāqin, Al-Tozīh,33:597

[29]ابن الملقن، التوضیح، 602-597/33

Ibn ūl Mūlāqin, Al-Tozīh,33:597-602

[30]ابن الملقن، التوضیح، 610/2

Ibn ūl Mūlāqin, Al-Tozīh,2:610

[31]دمامینی، محمد بن ابی بکر، مصابیح الجامع، [سوریا، دار النوادر، 2009ء]، 113/6

Damāmenī, Muhammad bin Abī Bakar, Masābeh ul Jamī,[Suriya, Dār Ul Nawādir, 2009AD], 6: 113

[32]دمامینی، مصابیح الجامع، 36/5

Damāmenī, Masābeh ul Jamī, 5: 36

[33]حاجی خلیفة، مصطفی بن عبد اللہ، کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، [بغداد، مکتبة المثنی، 1941ء]، 547/1

Haji Khalīfā, Mustafā bin Abd Ullah,Kashāf ul Zanon,[Baghdād, Maktaba Al Musanā, , 1941 AD], 1: 547

[34]ابن الملقن، التوضیح، 258/5

Ibn ūl Mūlāqin, Al-Tozīh,5: 258

[35]ابن الملقن، التوضیح، 190/33

Ibn ūl Mūlāqin, Al-Tozīh,33: 190

[36]ابن الملقن، التوضیح، 239/10

Ibn ūl Mūlāqin, Al-Tozīh,10: 239

[37]ألباني، محمد ناصر الدین، ضعیف أبي داود، [الکویت، مؤسسة غراس للنشر والتوزیع، 1423ھ]، 128/2

Albānī, Muhammad Nāsir Ud Dīn, Zāeef Abī Dāud, Al [Kowīt, Muāssīsah Ghuras Linashr wāltwdīh, , 1423 AH], 2: 128

[38]ابن الملقن، التوضیح، 468/9

Ibn ūl Mūlāqin, Al-Tozīh,9: 468

[39]ألباني ،محمد ناصر الدين ، صحيح وضعيف سنن ابن ماجة [الإسكندرية ،مركز نور الإسلام لأبحاث القرآن والسنة، س ن]، 471/3

Albānī, Muhammad Nāsir Ud Dīn, Sahīh wa Zaīīf Sunan Ibn e Majah,[Iskandrīyah, Markaz Noor Ul Islam]3:471

[40]ابن الملقن، التوضیح، 330/2

Ibn ūl Mūlāqin, Al-Tozīh,2:330